باب-39

اہلِ بیت

☆ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّـهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّـهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا .

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں بیٹھو اور جاہلیت کے طریقے کے مطابق بن سنور کے نہ پھرو اور (پابندی اور درستی سے) نماز پڑھو اور زکوۃ دو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ (اس گھر کے لوگوں سے، یعنی) اہلِ بیت سے پلیدی کو دور کرے (گناہوں سے محفوظ رکھے) اور خوب پاک صاف کر دے۔ (سورۃ الاحزاب : آیت 33)

یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے لیے اتری۔ یہ اہلِ بیت کے لیے ہے۔ اہل بیت کون ہیں؟ --- قرآن شریف میں کئی جگہ لفظ اہلِ بیت کا ذکر ہے۔ اس سے پیغمبر کی ازواجِ مطہرات مراد ہیں۔ یُطَهِّرَكُمْ کی ضمیر تو جمع مذکر کی ہے۔ عرب کے محاورے میں اہل کی طرف ہمیشہ مذکر کی ضمیر پھرتی ہے۔ یہ بات بھی واضح ہو کہ رسول کریمؐ سے جس قدر ربط زیادہ ہو گا، تعلق قوی ہو گا اسی قدر اہلِ بیت کا لفظ اس پر صادق آئے گا۔ سب سے زیادہ تعلق بی بی کو اپنے شوہر سے ہوتا ہے۔ بیوی کی اولاد، خاوند کی سمجھی جاتی ہے۔ ازواجِ مطہرات کے علاوہ پیغمبر کے دوسرے رشتہ دار بھی حضورؐ کے گھرانے والے ہیں۔ ان سب میں آپؐ کے قریبی رشتہ دار، حضرت علیؓ، حضرتہ فاطمہؓ، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ ہیں۔ ان کے بعد، بنی ہاشم کا درجہ ہے۔ چونکہ حضرت علیؓ کا گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے جدا تھا اس واسطے رسول اکرمؐ نے ان چاروں حضرات کو اپنی عبا میں لے کر فرمایا، "خدایا یہ میرے گھر والے ہیں"۔ اس پر حضرتہ ام سلمہؓ نے آپؐ کی عبائے مبارک میں داخل ہونا چاہا تو آپؐ نے فرمایا، " اَنْتِ عَلَي الْخَيْرْ،اَنتِ مِنْ اَزْوَاجُ النَّبِيّ " تم تو اس خیر

Siddiqui Publications

میں شریک ہو ہی، تم تو پیغمبر کی ازواج میں سے ہو۔ جو لوگ ایسا نہیں سمجھتے وہ قرآن کی آیتوں کو بے ربط اور الفاظ سے دور کر دیتے ہیں۔ یہ بھی خوب یاد رکھو کہ "آلِ فرعون" سے مراد فرعون کے تمام متبعین یعنی followers ہیں۔ اسی طرح سے "آلِ محمدؐ" سے مراد، ہم سب مسلمان ہیں۔ جو اس کے خلاف خیال کرتے ہیں گویا ان کے دل میں نسبتِ محمدیؐ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی جب حضرتہ خدیجۃ الکبریٰ سے ہوئی تو اس وقت آپؐ کی عمر شریف 25 سال اور حضرتہ خدیجۃ الکبریٰ کی 40 سال کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام جوانی کی عمر بی بی خدیجہؓ کے ساتھ گزاری۔ جب حضرتہ خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہوا تو اس وقت حضورؐ کی عمر شریف 40 سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اُس زمانے میں عام طور سے لوگ اپنے قبیلے کے علاوہ دوسرے قبیلے کے لوگوں کو ذلیل سمجھتے تھے۔ خصوصاً قریشی قبیلہ تو اپنے آپ کو بہت ہی محترم سمجھتا تھا۔ حضورؐ نے اسی وجہ سے اپنے اس آخر زمانے میں مختلف قبائل میں شادیاں کیں تاکہ حضورؐ کی قرابت کی وجہ سے لوگ اس قبیلے کو حقیر نہ سمجھ سکیں۔ حضرتہ بی بی عائشہؓ کے سوا تمام بیبیاں، بیوہ تھیں۔ یوں آپؐ کی 9 ازواجِ مطہرات تھیں لیکن ان تمام میں کئی قسم کے مصالح (things conducive to good) تھے۔ یاد رکھو! پیغمبروں پر اعتراض کرنا خودکشی کے مماثل ہے۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی۔ پارہ 22 صفحہ 2، 3، 4، 21 اور 22 }

متفرقات۔ Miscellaneous

صاحبو! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ اجتماعی حالت میں ہیں اور کافروں میں پھوٹ ہے۔ کافر بے عقل ہیں اور مسلمان صاحبِ عقل۔ (دیکھو سورۃ الحشر: آیت 14)۔ مگر افسوس! اب مسلمانوں میں پھوٹ ہے اور کافروں میں اتحاد و اتفاق۔ مسلمانوں کے جتنے کام ہیں بے عقلی کے اور کافروں کے جتنے کام ہیں سوچ سمجھ کر۔ بے شک مسلمان اعتقادی مسلمان تو ہیں مگر سوچا جائے تو کافر آج کل عملی مسلمان ہیں۔ اعتقادی مسلمانوں کو آخرت میں ثواب ملے گا اور عملی مسلمانوں کو دنیا میں۔ اگر تم اعتقاداً بھی مسلمان ہو اور عملاً بھی تو تمھاری دین دنیا دونوں اچھے۔۔۔ اگر دونوں خراب ہیں تو نہ تم اِدھر کے نہ اُدھر کے۔۔۔!

{ حوالہ تفسیر صدیقی۔ پارہ 28 صفحہ 26 }

Siddiqui Publications